سوال

(301)ایک معاشرتی مسئلہ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک آدمی دو بیٹوں کی شادی کر کے فوت ہو جاتا ہے ، جبکہ باقی اولاد کے لیے اٹھنے والے اخراجات کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اب کیا باقی اولاد کی ضروریات واخراجات منہا کر کے اس کی جائیداد تقسیم کی جائے ؟ قرآن و حدیث کے مطابق اس مسئلہ کا کیا حل ہے ، آخر باقی اولاد کی شادی وغیرہ کرنا پڑتی ہے ، وہ اخراجات کہاں سے پورے کیے جائیں ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اللہ تعالی کا اپنے بندوں پر احسان ہے کہ وہ اسے صاحب اولاد کر دے ، صاحب اولاد ہونے کے بعد انسان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان کی ضروریات کا خیال رکھے اور انہیں کسی صورت میں ضائع نہ کرے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے : ''انسان کو یہی گناہ کافی ہے کہ وہ جس کی کفالت کرتا ہے اسے ضائع کر دے ۔'' [1]

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس ایک دینار ہے ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے اپنے آپ پر خرچ کر ، پھر عرض کیا ، میرے پاس ایک دوسرا دینار بھی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے اپنے بچے پر خرچ کر ۔ [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو خصوصی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا : ''اپنے اہل و عیال پر اپنی آمدنی کے مطابق خرچ کرتے رہو ، ان کی تربیت کیلئے چھڑی تیار رکھو اور انہیں اللہ کے عذاب سے ڈراتے رہو ۔'' [3]

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو اپنی اولاد کی ضروریات کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے ، اس کے علاوہ ان میں عدل و انصاف کرنے کا بھی حکم ہے ۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے : ''اللہ سے ڈرو اور اپنے بچوں میں عدل کرو ۔'' [4]

جس بچے کو جتنی ضرورت ہے اسے پورا کرنا باپ کا اولین فرض ہے ۔ ضروریات کو پورا کرنے میں مساوات کو برقرار رکھنا انتہائی مشکل ہے ۔ کیونکہ ایک بچہ اعلی تعلیم حاصل کرتا ہے تو اس کی ضروریات اور شیر خوار بچے کی ضروریات ایک جیسی نہیں ہیں ، البتہ ضروریات کے علاوہ تحفے تحائف اور محبت و پیار میں عدل و انصاف اور مساوات رکھنا ضروری ہے ۔ ہر باپ اپنی زندگی میں اولاد کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے ، ان کے کھانے پینے ، لباس اور رہنے سہنے کا بندوبست کرتا ہے ، اسی طرح ان کی شادی پر اٹھنے والے اخراجات بھی برداشت کرتا ہے ، اولاد بھی جو کچھ کماتی ہے وہ باپ کے حوالے کر دیتی ہے ۔ اسی طرح مل جل کر زندگی کی گاڑی چلتی رہتی ہے لیکن جب والد فوت ہو جاتا ہے تو اس پر اولاد کی ضروریات کو پورا کرنے کی ذمہ داری بھی ختم ہو جاتی ہے اور اس کا ترکہ تمام اولاد اور شرعی ورثا کا مال بن جاتا ہے ۔ اس کے ترکہ سے انسان کی ذاتی ضروریات مثلاً کفن و دفن ، قرض کی ادائیگی

وغیرہ تومنہا کی جاسکتی ہے لیکن دوسری ضروریات کیلیئے کچھ رقم الگ رکھ لینا شرعاً جائز نہیں ہے ۔ حتیٰ کہ اس کے مرنے کے بعد بچوں پر اٹھنے والے اخراجات بھی منہا کرنا جائز نہیں ۔ ویسے تو ہمارے ہاں ایسا ہوتا ہے کہ سربراہ خانہ کے فوت ہونے کے بعد اسکا ترکہ اس کی بیوہ اور بال بچوں کا ہوتا ہے ۔ اس لیے تقسیم کرنے کی نوبت نہیں آتی بلکہ مشترکہ طور پر تمام ضروریات پوری کی جاتی ہیں لیکن اگر کوئی وارث (بیٹا یا بیٹی) اپنا حصہ لینے کا تقاضا کرتا ہے تو اسے اس کا حصہ ضرور دینا چاہیے ۔

صورت مسؤلہ میں ہمارا رحجان یہ ہے کہ انسان کے مرنے کے بعد جو بچے غیر شادی شدہ ہیں، ان کے اخراجات ترکہ سے منہا کرنے کی چنداں ضرورت نہیں اور ایسا کرنا شرعاً جائز بھی نہیں ۔ چنانچہ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیوی، اپنی دو بچیوں کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا : ''یا رسول اللہ! ئی دونوں بچیاں سعد بن ربیع کی بیٹیاں ہیں اور ان کا باپ آپ کے ہمراہ غزوہ احد میں شہید ہوگیا ہے اور اس کے بھائی یعنی بیٹیوں کے چچا نے سعد کا سارا مال اپنے قبضہ میں لے لیا ہے جبکہ بیٹیوں کا نکاح مال کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا : اس کے متعلق اللہ ضرور کوئی فیصلہ کرے گا چنانچہ اس کے پس منظر میں آیت میراث نازل ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چچا کی طرف پیغام بھیجا اور اسے فرمایا کہ سعد کی بیٹیوں کو ۳/۲، ان کی ماں کو ۸/۱ دو۔ اور جو باقی بچے وہ تیرا ہے ۔[5]

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیٹیوں کی شادی پر اخراجات ہوتے ہیں کیونکہ سعد کی بیوی نے کہا تھا کہ مال کے بغیر بچیوں کا نکاح نہیں ہوسکتا، چنانچہ ایک روایت میں ہے : سعد کی بیوی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! مال کے بغیر عورت کا نکاح نہیں ہوتا ۔''[6]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا انکار نہیں فرمایا، یہ نہیں کہا کہ شادی پر خرچ کرنے کی ضرورت نہیں اور تم فی سبیل اللہ کسی سے ان کا نکاح کردو، بلکہ آپ نے خاموش رہ کر اس کی تائید فرمائی ۔

اس حدیث سے صورت مسؤلہ کا حل بھی معلوم ہوا کہ بچوں کی شادی پر اٹھنے والے اخراجات ترکہ سے منہا نہیں کیے جائیں گے بلکہ ان کا پورا حصہ نہیں دیا جائے گا ۔ قرآن کریم میں بھی اس کا اشارہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بچے کو دودھ پلانے کے اخراجات باپ کے ذمے ڈالے ہیں، اس ضمن میں فرمایا : ''وارث پر بھی اس جیسی ذمہ داری ہے ۔''[7]

یعنی باپ کے فوت ہوجانے کے بعد اخراجات برداشت کرنے کی ذمہ داری اس کے وارثوں کی ہے اور یہ بچہ بھی ان وارثوں میں سے ہے، اس لیے ترکہ سے اخراجات منہا نہیں کیے جائیں گے ۔ لہذا باپ اپنی زندگی میں اولاد کے اخراجات برداشت کرنے کا پابند تھا، مرنے کے بعد دیگر شرعی پابندیوں کے ساتھ بچوں کی شادی پر اٹھنے والے اخراجات کی پابندی بھی اس سے اٹھالی گئی ہے، اس لیے تقدیر پر راضی رہتے ہوئے اس کے ترکہ کے ساتھ شریعت کے مطابق معاملہ کیا جائے، اس کے علاوہ کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کی جائے ۔ (واللہ اعلم)

---

[1] ابوداؤد، الزکوۃ : ۱۶۹۲ ۔

[2] نسائی، الزکوۃ : ۲۵۳۶ ۔

[3] مسند امام احمد، ص ۲۳۹، ج ۵ ۔

[4] صحیح البخاری، الھبۃ : ۲۵۸۷ ۔

[5] ترمذی، الفرائض : ۲۰۹۲ ۔

[6] ابن ماجہ، الفرائض : ۲۷۲۰ ۔

[7] البقرۃ : ۲۳۳ ۔

هذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد4۔ صفحہ نمبر:278

محدث فتویٰ